روشناسی

ردِ تناسخ

مصنفہ

آتما نند المسیح بانی ست دھرم

اردو مترجم وید مقدس۔ گومیدہ یگیہ وغیرہ

بار اوّل ایکہزار۔ فوٹو لیتھو پریس دہلی۔ قیمت ۴ر

اردو ترجمۂ وید مقدس موسومہ بہ "ویدامرت"

معزز ناظرین۔ اگر آپ فتنۂ ارتداد کا خاطر خواہ انسداد کرنا چاہتے ہیں تو ویدوں کی حقیقی تعلیم سے واقفیت حاصل کیجئے۔ میرا دعویٰ ہے کہ ویدوں کی حقیقی تعلیم اس قدر خوفناک اور انسانی معاشرت و تہذیب کیلئے خطرناک ہے کہ کوئی ترا قوم ایسی تعلیم سے تہذیب اور ترقی نہیں کر سکتی یہی باعث ہے کہ ویدوں کے واحد ٹھیکیدار برہمنوں نے کبھی بھی کسی غیر برہمن کو ویدوں سے واقف ہونے کا موقعہ نہیں دیا اور غیر مذاہب کے لوگوں کو وید پڑھانا گناہ عظیم سمجھا۔ موجودہ زمانہ میں اگرچہ آریہ سماج نے ویدوں کی تعلیم کا دروازہ عوام پر کھولدیا ہے مگر لوگوں پر ویدوں کی حقیقی و اصلی تعلیم ظاہر کرنے آریہ سماج کے من مانے خیالات کا اظہار ویدوں کے نام پر کیا جاتا ہے گویا آریہ سماج میں وید نہیں پڑھائے و سکھائے جاتے بلکہ ویدوں کی اکثر خلاف تہذیب و عقل تعلیم کو موجودہ روشنی کا خوبصورت جامہ پہنا کر سیدھے سادھے لوگوں کو دام تزویر میں پھنسایا جاتا ہے۔ بدیں خیال میں نے وید مقدس کا مستند اردو ترجمہ تمام قدیم رشیوں منیوں و وید انگوں کلپ سوتروں گرہیہ سوتروں۔ شراوت سوتروں۔ براہمن گرنتھوں جنکو تمام آریہ گروہ مستند و وید مقدس سمجھتے ہیں اور مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج ستیارتھ پرکاش سملاس ۷ دفعہ ۷۵ صفحہ اردو ۱۹۵۲ میں ویدوں کے خدائی تراجم و تفاسیر اور الہامی گرنتھ مانتے ہیں۔ نیز ساین آچاریہ۔ اُبٹ آچاریہ۔ مہی دھر آچاریہ۔ گرفتھ۔ ولسن میکسمولر۔ نرکت۔ نگھنٹو وغیرہ تراجم و تفاسیر کی بنا پر کرنا ضروری سمجھا ہے۔ تاکہ جہاں آریہ سماج نے قرآن پاک و بائیبل شریف کی تعلیم کی تردید کی ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ وید مقدس کی بھونڈی اور بدنما صورت پر سے وہ نقاب اتار کر اور آریہ سماجی تاویلوں کا ملمع دور کر کے حقیقی صورت پبلک میں لائی جاوے۔ یہ مستند ترجمہ ماہوار رسالہ کی شکل میں شائع ہوگا جسکا سالانہ چندہ عہ روپیہ ششماہی للعہ سہ ماہی رہا ہے۔ چندہ پیشگی آنا ضروری ہے۔ اس اردو ترجمہ وید مقدس میں اشتہارات بھی لئے جاینگے جنکی شرح نہایت ہی سستی رکھی گئی ہے چونکہ یہ ترجمہ وید اقدس نہایت مستند اور اپنی طرز کا بالکل نرالا ہے۔ لہذا بلا شک و شبہ یہ ترجمہ کروڑوں انسانوں کے مطالعہ میں آئیگا اور چونکہ یہ وید اقدس کے قدیم تراجم و تفاسیر کی بنا پر نہایت ہی مستند ترجمہ ہوگا۔ لہذا خریدار لوگ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلدیں بندھوا کر محفوظ رکھینگے۔ روزانہ یا ہفتہ وار اخبار کی طرح دوسرے روز ردی میں نہیں پھینک دینگے اور اسطرح وید امرت میں دیا ہوا اشتہار آپکے کاروبار کی شہرت کا بہترین یا مستقل ذریعہ ثابت ہوگا۔ خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

آتمانند المسیح بانی ست دھرم جوگیواڑہ (نئی سڑک) دہلی

ردّ تناسخ

معزز ناظرین! مسئلہ تناسخ کے ردّ کیلئے قائلانِ تناسخ
کے اعتقادات و دلائل کو جاننا ضروری ہے جو مندرجہ ذیل ہیں

(۱) "جیو اعمال کرنے میں خود مختار اور پاپ کا نتیجہ دکھ بھوگنے
میں تابع مرضی (خدا) ہوتا ہے"۔ ستیارتھ پرکاش مروجہ سملاس"
دفعہ ۴۹ صفحہ اردو ۳۵۱

نیز "افعال اور ان کے ثمرہ کا فاعل اور بھوگنے والا جیو اور
اعمال کے نتائج بھگتانے والا پرمیشور ہے"! ستیارتھ پرکاش
مروجہ سملاس ۱۱ دفعہ ۷۹ صفحہ اردو ۴۵۴

(۲) "یہ اگر تناسخ کو نہ مانا جاوے تو ایشور نیائے کاری (عادل)
ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ اصلی ہندی ستیارتھ پرکاش
مطبوعہ بنارس سنہ ۱۸۷۵ء کے سملاس ۹ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے کہ
جو جیو دوسرا شریر دھارن نہیں کریگا تو ایک جنم میں کئے پاپ

پن کا بھوگ نہیں ہو سکیگا پھر اُس کا نیائے بھی نہیں ہو گا۔"
نیز مروجہ ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ صفحہ اردو ۳۲۰
دفعہ ۳۳ میں بھی لکھا ہوا ہے کہ:۔ "پس پچھلے جنم کے پاپ اور
پُن کے مطابق دکھ سکھ دینے سے پرمیشور ٹھیک ٹھیک
منصف رہتا ہے"۔ ان دونوں تحریروں کا صاف مطلب
یہ ہے۔ کہ اگر پچھلے اور آئندہ جنموں کو نہ مانا جاوے
تو پرمیشور نیائے کاری (عادل) ثابت نہیں ہو سکتا۔*

(۳) یہ کہ روح ازلی و ابدی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ
وہ دور تناسخ میں اپنے اعمال کی جزا و سزا پانے کے لئے
مختلف قالبوں میں جنم لے

(۴) یہ کہ چونکہ ایشور نیائے کاری (عادل) ہے۔ لہٰذا
امیر و غریب۔ چوکیدار۔ ڈاکٹر۔ بیرسٹر۔ تھانیدار۔ غرض جیون
انسان کی تفریق پائے جانے سے مسئلہ تناسخ
ثابت ہے۔

(۵) یہ کہ دنیا کی چھتیس ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا

کے عرصہ دراز تک مکتی (نجات) میں رہ کر روح پھر سابقہ اعمال کی بنا پر کسی انسانی قالب میں جنم لیتی ہے۔

(ب) عند البعض روح مکت ہو کر خدا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پھر نہیں لوٹتی

(۶) یہ کہ اس دنیا کا سلسلہ ازلی ہے۔

(۷) یہ کہ ہر جاندار حتیٰ کہ بچوں کو بھی موت کا خوف جو ابھی تک انہوں نے نہیں پائی ثابت کرتا ہے کہ ان پر موت کی تکلیف پہلے جنموں میں صادر ہو چکی ہے۔

(۸) ایک ہی والدین اور بسا اوقات توام بھائیوں میں سے ایک ذہین اور کند ذہن ہوتا ہے۔ جسکا باعث گذشتہ جنم کے اعمال ہیں۔

(۹) بچہ کا ماں کے پستانوں کو چوسنا اسکے پچھلے جنموں کی مشق کا مظہر ہے۔

(۱۰) بعض بچے اپنے پچھلے جنم کے حالات جانتے اور بتلاتے ہیں

(۱۱) یہ کہ جب تک دکھ کی میعاد پوری نہیں ہوتی دکھ دور

نہیں ہوتا ہے۔ سلطان سکندر کے ساتھ ارسطو و افلاطون جیسے معلم حکمت موجود تھے۔ مگر جب شراب نے جگر جلا دیا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا" (کلیات آریہ مسافر ثبوتِ تناسخ صفحہ ۶۰)

ان میں سے صرف چار دلائل اور بقیہ سات اِعتقادات ہیں

پہلی دلیل اور شاید ایک ہی دلیل اور نہایت زبردست دلیل جو ہمیشہ قائلانِ تناسخ پیش کیا کرتے ہیں یہ ہے کہ دنیا میں اندھوں۔ لولوں۔ لنگڑوں۔ امیروں۔ غریبوں۔ حیوانوں۔ پرندوں۔ درختوں کی تقسیم اور تفریق مسئلہ تناسخ کو ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔

میرا جواب یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ روحوں کے اعمال سے بے لوث و بیواسطہ ہے۔ اسکا بنایا ہوا قانون قدرت یہ ہے کہ جیسی کھیتی میں جیسا بیج ڈالا جاتا ہے۔ ویسی ہی پیدائش ہوا کرتی ہے۔ مثلاً اگر کسی عمدہ کھیتی میں کالے چنے بوئے جائیں تو پیداوار بھی کالے چنے کی ہوگی نہ کہ سفید چنوں کی۔ اور اگر گھن خوردہ بیج ڈالا جاوے تو اول تو

پیدا نہیں ہوگا۔ اور اگر پیداوار ہوگی بھی تو کمزور۔ اسی طرح گورے رنگ کے والدین سے گوری اور کالے والدین کی اولاد کالی ہوا کرتی ہے۔ یہی سبب جنم کے اندھوں لولوں اور لنگڑوں کا بھی ہے۔ یعنی جن والدین کا رج ویریہ کچا۔ کمزور اور سوزاک۔ آتشک وغیرہ بیماریوں سے متناقص ہوتا ہے۔ انکی اولاد بھی "قدرتاً" کمزور اندھی۔ لولی۔ لنگڑی۔ وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام ڈاکٹر اور حکماء اس بارہ میں میرے ہمخیال ہیں۔ حتیٰ کہ چرک اور سشرت کے مصنف دھنونتری رشی بھی سشریرا دھیائے میں مادرزاد اندھوں۔ لولوں۔ لنگڑوں کی پیدائش کے مختلف اسباب لکھتے ہیں بخوف طوالت چرک اور سشرت کے پرمان (ثبوت نقلی) یہاں درج نہیں کئے جا سکتے مزید خواہشمند چرک اور سشرت میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ منوجی مہاراج نے بھی منوسمرتی ادھیائے تین شلوک ۷ میں لکھا ہے کہ:۔ بد چلن خاندان۔ اچھے لوگ جس میں نہ ہوں نا سگون

جسم پر بڑے بڑے بال یا جن میں بواسیر۔ تپ دق دم کشی متعدی امراض۔ مرگی۔ کوڑھ والے خاندانوں میں شادی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ سب عیوب اور امراض بیاہ کرنے والوں کے خاندان میں بھی سرایت کر جاتے ہیں۔

مزید برآں ایام حمل میں حمل کی خاطر خواہ حفاظت نہ کرنے سے بھی اولاد۔ اندھی۔ کانی۔ لولی۔ لنگڑی یا دیگر نقائص والی پیدا ہو جاتی ہے۔

رہا امیروں۔ غریبوں۔ چپڑاسیوں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ بیرسٹروں۔ ڈاکٹروں کا فرق سو ظاہر ہے۔ کہ جو شخص اسی دنیا میں محنت و مشقت سے تجارت وغیرہ کو فروغ دیتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ تر مالدار اور دولتمند ہو جاتے ہیں اور جو برسوں کی محنت شاقہ کے بعد بی۔ اے ایم۔ اے کی ڈگریاں حاصل کرتے اور ولایت وغیرہ جا کر مقابلہ کے سخت امتحانوں میں کامیاب ہوتے ہیں وہی تو اپنی اپنی تعلیمی لائن (صیغہ) کے مطابق۔ جج۔ وکیل۔ بیرسٹر

ڈاکٹر وغیرہ بنتے اور اپنی محنت شاقہ کا سکھ بھوگتے ہیں بھلا مسئلہ تناسخ کو ماننے والا سنست اور ادائل عمر میں آرام طلب چپڑاسی۔ برسوں کی محنت شاقہ کرنے والے جج کا رشک کیسے کر سکتا ہے۔ پس ان سب تفریقوں کا باعث اسی دنیا میں ملجانے سے پہلے جنم کو ماننا دانشمندی سے بعید ہے۔ اگر کسی ایسے شخص کو جسنے برسوں کی محنتِ شاقہ کے بعد بہت سی ڈگریاں حاصل کرکے جج کا عہدہ پالیا ہو یہ کہا جائے کہ مہاراج یہ سب کچھ آپ کے پہلے جنم کے اعمال کا باعث ہے۔ تو میرے خیال میں وہ شخص مسئلہ تناسخ کو پاؤں سے ٹھکرا دیگا اور کہنے والے کی عقل پر ہنس دیگا۔

بعض اصحاب کہ اٹھینگے کہ بعض اشخاص کو امیر گھرانوں میں پیدا ہونیکے باعث سبھی وسائل ترقی حاصل ہیں جو دوسروں کو نہیں اسکا کیا باعث ہے سنو اس کا باعث یہ ہے کہ دنیا میں محنت اور مشقت سے ہی انکے آباؤ اجداد نے دولت

حاصل کی ہے۔ اور وہ آباواجداد اس دولت کو اپنے عزیز تر رشتہ داروں اور خاصکر اولاد کو چھوڑ جاتے ہیں کیونکہ وہ پیدا شدہ دولت موت کے ساتھ چھوڑنی پڑ جاتی ہے۔ اور قانون کے مطابق یا رواج کے مطابق اولاد کا ہی حق اس پر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ مسلمان وغیرہ اقوام میں بیٹیوں کا بھی کچھ حق والدین کی جائیداد پر رکھا گیا ہے لیکن ہندوؤں میں لڑکیوں کا کوئی حق والدین کی جائیداد پر نہیں ہے۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ دولت کا ورثہ میں آنا رواج اور قانون پر مبنی ہے نہ کہ ولادت پر۔

رہ گیا یہ امر کہ حیوانوں۔ انسانوں۔ پرندوں۔ چرندوں اور درختوں میں تفریق کا باعث کیا ہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دنیا نام ہی تفریق کا ہے۔ اگر اس میں تفریق نہ پائی جاتی تو نہ دنیا ہوتی اور نہ ہی اسکا کوئی کام سر انجام پاتا۔

اور چونکہ ہر ایک مرکب شے کسی خاص وقت میں

ترکیب پائی ہے۔ لہٰذا وہ ازلی ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔
اسیطرح یہ دنیا بھی مختلف اجزا کا مرکب ہے۔ لہٰذا یہ کبھی بھی
ازلی و ابدی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اسکا سلسلہ کبھی ازلی
ہو سکتا ہے کیونکہ جب اس سلسلہ (زنجیر) کی ہر ایک فرد
(کڑی) آغاز و انتہا والی ثابت ہے۔ تو محدود افراد کا مجموعہ
کیونکر غیر محدود مانا جا سکتا ہے پس دنیا کے سلسلہ کو
پرواہ سے ازلی ماننا علقمندی سے بعید ہے۔ میرے جو آریہ
بھائی کائنات کے سلسلہ کو پرواہ سے انادی (ازلی)
ماننے کیلئے یہ دلیل دیا کرتے ہیں کہ چونکہ خدا ازلی
ہے۔ لہٰذا۔ اسکی صفات۔ افعال خالقیت وغیرہ بھی ازلی
ہونی چاہئیں۔ اور خالقیت کی صفت کو ازلی ماننے سے
خلقت بھی ازلی ہو جائیگی ورنہ اگر خلقت کو ازلی نہ مانا
جاوے تو خدا پر بیکاری اور خدا کی صفات اضطراری
ہونے کا الزام صادر آئیگا۔
اس ناکارہ خلاف عقل دلیل رکھنے والے میرے

آریہ سماجی بھائی اگر ذرا سا عقل سے کام لیں تو ان کو
اس دلیل کے لحیر ہونیکا یقین ہو جائیگا۔ یعنی یہ کہ چونکہ ہر ایک
مخلوق ۔ کاریہ ۔ معلول ہے اور دو یا دو سے زیادہ اجزا
کا مرکب ہوا کرتی ہے جو اپنی ترکیب سے پیشتر نہیں ہوتی۔ اور
چونکہ دو یا دو سے زیادہ اجزا کا ملاپ یا ترکیب کسی وقت
موجودہ و مخصوصہ سے شروع ہوتی ہے۔ لہذا مٹی سے بنے
ہوئے گھڑے کی مثل ہر ایک مخلوق حادث اور فانی ہوا
کرتی ہے۔ پس جو مخلوق حادث اور فانی ہوا کرتی ہے وہ
کیونکر ازلی مانی جا سکتی ہے۔ ؟ ہرگز نہیں۔ دیکھئے آپکے
آچاریہ مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج
بھی پرمیشور کے افعال کو محدود اور اضطراری مانتے ہیں
مثلاً ستیارتھ پرکاش سملاس ۷ دفعہ ۲۸ صفحہ اردو ۲۴۵
پہ لکھا ہے کہ :-

(۳۳) سوال ۔ جب وہ فعل کرتا ہوگا تو فعل متناہی ہوتا
ہوگا یا غیر متناہی ؟

جواب - جتنے مکان اور زمان میں فعل کرنا مناسب سمجھتا ہے - اتنے ہی مکان و زمان میں فعل کرتا ہے. اس سے نہ زیادہ اور نہ کم - کیونکہ وہ علیم ہے"

گویا محدود زمانہ میں فعل کرنے سے خدا کا فعل ازلی نہیں ہو سکتا -

مزید تسلی کیلئے ستیارتھ پرکاش سملاس ۸ دفعہ ۱۱ صفحہ اردو ۲۸۰ ملاحظہ فرمایئں - "یہ تمام کائنات پیدائش سے پیشتر پرلے میں تاریکی میں چھپی ہوئی تھی اور پرلے شروع ہونے کے بعد بھی ویسی ہی ہو جاتی ہے. اس وقت اس دنیا کو نہ کوئی جان سکتا تھا نہ بحث کر سکتا تھا اور نہ علامات ظاہری سے بذریعہ حواس اسکا علم ہو سکتا تھا اور نہ ہوگا - کیونکہ اُس کا علم صرف زمانہ حال میں ہوتا ہے اور اسی حالت میں وہ علاماتِ ظاہری سے نمایاں اور جاننے کے لائق ہوتا ہے - اور ٹھیک جانا جاتا ہے"

یعنی اس سے بھی ثابت ہے - کہ پرمیشور آپ کے قول

کے بموجب عرصہ چار ارب بتیس کروڑ......۴۳۲۰ برس تک بغیر مخلوق کے رہتا ہے۔ جو ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کی صفت یا فعل خالقیت محض عارضی یا اضطراری ہے نہ کہ ازلی و ابدی۔ لہٰذا دنیا کو پرواہ سے انادی کہنا حد درجہ کی بھول اور حقیقت سے لاعلمی ہے۔

پس جب اس دنیا کا یا سلسلۂ دنیا کا ازلی ہونا غلط ثابت ہو گیا تو لازمی طور پر ماننا پڑیگا کہ کبھی نہ کبھی اس مرکب دنیا کی ترکیب کا شروع ضرور ہوا ہو گا۔ اور اُس آغاز کائنات کے وقت انسانوں جیوانوں۔ درختوں اور پرندوں غرضکہ انواع و اقسام کے جانداروں میں تفریق نوعی تھی یا نہیں؟ اگر نہیں تھی تو انسانوں کی خوراک کیا تھی اور اگر تفریق تھی تو کن سابقہ جنم کے اعمال کی بنا پر؟ کیونکہ آغاز سے پیشتر تو کسی کی ہستی یا جنم تھا ہی نہیں۔ اور اگر تھی اور ضرور تھی تو جس دلیل سے وہ تفریق آپ کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ وہی دلیل موجودہ اور آئندہ ہر

ایک تفریق پر حاوی ہے۔

چنانچہ مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج بھی دنیا کو پرواہ سے انادی نہیں مانتے تھے بلکہ اس کا آغاز مانتے اور تفریق نوعی کو قانون قدرت اور حکمت ایزدی متصور فرماتے تھے۔ چنانچہ پوناوالے چھپے دیاکھان مندرجہ ایڈیشن منجری صفحہ ۸۷ یا ۹۰ مولفہ مرحوم متوفی سوامی شردھانند جی مہاراج میں لکھا ہے کہ:-

اب کوئی ایسا پورب پکش[1] کریگا کہ جبکہ ہم سرشٹی[2] کو انادی[3] نہیں مانتے تو اوشیہ[4] سرشٹی کا کہیں نہ کہیں پرارمبھ[1] ہونا ہی چاہیے۔ اور جب سرشٹی کا پرارمبھ ہوا اس سمے[2] یونی بھید[3] تھا۔ یدی[4] ایسا کہا جائے تو ایشور انیائی[5] ٹھیریگا کیونکہ کچھ آتما پشو[6] آدکوں کی نیچ یونی[8] میں جائیں اور کچھ

---

۱ اعتراض ۲ خلقت ۳ ازلی ۴ ضرور۔

---

۱ آغاز ۲ وقت ۳ تفریق نوعی ۴ اگر ۵ غیر منصف ۶ حیوان وغیرہ ۷ انسان ۸ قالب۔

ایک منش کی بدھی میں جائیں یہ کیسا ہے؟ اس پورب پکش کا
سمادھان ایسا ہے۔ کوئی کوئی ایسا کہتے ہیں کہ پہلے
پرمیشور نے ایک استری[10] پرش کا جوڑا اُتپن[11] کیا پھر
استری نے سرپ کے کہنے سے گیان[12] بلی کا پھل کھایا۔ تب استری
کے اپرادھ[13] کے کارن استری[10] پرش پتت[14] ہوئے اس لئے
جگت میں پاپ اور دکھ گھسا۔ تو ایسی ایسی گپوڑ کہانیوں کو کہ
کر ہم اپنا سمادھان[9] نہیں کرتے۔ کنتو سرشٹی کی اُتپتی[15] کیسے ہوئی
اور اس وشے[16] میں آریہ لوگوں کے شاستر دوارا سوکشم درشٹی[17]
سے کیا وچار[18] کیا گیا ہے سو دیکھیں۔ جس ستھتی[19] میں آجکل
سرشٹی ہے۔ اسی ستھتی میں پرارمبھ[11] میں سرشٹی نہیں
تھی۔ اسی لئے ورتمان[20] سرشٹی کو اُتر سرشٹی[21] ایسی سنگیا[22] دیتا
ہوں کہ جس سے جھٹ سمجھ میں آجائے۔

---

[9] جواب [10] عورت مرد [11] پیدا [12] علم کے درخت کا [13] عورت کے قصور
کے باعث [14] گرے [15] پیدائش [16] مضمون [17] باریک بینی [18] غور
[19] حالت [20] موجودہ [21] خلقت مابعد
[22] نام

تسماد وا اے تسماد آتمن آ کاشہ سمبھوتہ۔ آکاشاد وایو
وایو رگنی۔ اگنے راپہ۔ اُدبھیہ پرتھوی۔ پرتھویا اوشدھیہ
اِیتادی (تیتری۔ اُنپشد)

آدی سرشٹی[23] میں ایشور نے بہت سے منشیہ۔ پشو پکشی[24]
اُتپن کئے تو منشیا جائنت "اتیادی یجر وید سنگھتا میں ہے
پرنتو انمیں اب جیسا گیان کے کارن[25] اور کرتی کے کارن[26]
بھید نہ تھا۔ ان سبھوں کو کیول[27] آہار وہار اور میتھن اتنا ہی
کیول ودت[28] تھا اور ان وشیوں میں بھی سب پرانی[29] ایک ہی
سے اور ایک رس[30] تھے۔ سب سشٹر پر[31] سب جیوؤں کے
بھوگ کیلئے ہیں اتھات ایک ہی جیو کیلئے نہیں ہیں یہ سب
جیو جنتو پرمیشور سے اُتپن ہوئے ہیں[11] سوما پرجاہ سدا ستینہ
سم پرستھاہ۔ تتھا اکشترات سو میماہ پرجا پرجاستیتے اتیادی جیسے
چھوٹے بچوں کو اب بھی یہاں پر سستت[32] رہتے
ہے

---

[23] خلقت اولین [24] حیوان۔ پرند [25] علم کے باعث [26] اعمال کے باعث [27] صرف کھانا پینا سونا [28] معلوم [29] جاندار [30] یکسان [31] اجسام [32] قایم

ہوئے۔ اسی طرح آگے مرنے پر کسی پرکار کا دنڈ[1] نہیں ہوتا۔
اُسی طرح اُس آدی سرشٹی میں سب منش بال اوستھا میں
تھے۔ اُنکی اِستھا پرتی سِدھ چیشٹا تھی ارتھات انہیں شاسن
پرتی شدھ نہیں لگائے گئے تھے نیتروں سے اپنا کام کریں ارتھات
روپ کو دیکھیں شروترون سے اپنا کام کریں ارتھات شبد سنیں پاؤں سے اپنا کام کریں
ارتھات اِدھر اُدھر پھریں۔ بس اس سے اور دوسرے
ویاپار آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی اوستھا آدی سرشٹی
میں پانچ ورش چلتی رہی۔ پھر پرماتما نے منشیوں کو
وید گیان دیا۔ اب وید گیان سے پاپ پُن کا گیان ہوا اور
ویسا ویسا کرم بھید ہوتا گیا پھر پرتکش ہی ہے۔ کہ پاپ
پُن کی ویوستھا کے انوسار ساتھ ہی ہیں کاریہ اُتپن ہونے
لگے منش پاپ کے کارن پشو جنم کو گئے اور پاپ چھوٹنے
پر پھر بھی منش جنم میں آئے۔ آدی سرشٹی میں پشوؤں
کو ایک دفعہ منش جنم پراپت ہوا پھر تو آچار بھید کے انوکول

---

۱ سزا ۲ یعنی ۳ امر ۴ یہی ۵ آنکھوں ۶ کانوں ۷ آواز ۸ زیادہ
۸ حالت ۹ برس ۱۰ انسانوں کو ۱۱ عملی تفریق ۱۲ ظاہر ۱۳ گناہ و ثواب
کے مطابق ۱۴ فعل پیدا ہونے لگے ۱۵ انسانی قالب ۱۶ حیوانوں ۱۷ ملا ۱۸ تفرق
اعمال کے مطابق۔

پاپ پن انوسار وے بھی جنمانتر کے چکر میں آ پھنسے"۔

ٹھیک ایسا ہی دنیا کا آغاز اور آغاز میں بلا سابقہ اعمال کے تفریق نوعی کا ہونا اور پانچ برس تخلیق کائنات کے بعد ویدوں کا گیان دینا ۱۸۷۵ء والی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس سملاس ۹ میں بھی لکھا ہوا ہے۔ جو بخوف طوالت یہاں درج نہیں کیا جاتا۔

پس تفریق نوعی حکمتِ قدرت پر مبنی ہے نہ کہ سابقہ اعمال پر۔ لہٰذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔ غریبی اور امیری کی تفریق کو مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش کے مقاماتِ ذیل میں خدا کا عطیہ اور بخشش مانی ہے نہ کہ سابقہ اعمال کی جزا:۔ دیکھئے سملاس ۷ دفعہ ۳۱ صفحہ اردو ۲۲۳۔

"دیکھو ایشور کی رحمتِ کاملہ تو یہ ہے۔ کہ اس نے تمام جیووں کی حاجت براری کیلئے دنیا میں سب چیزیں پیدا کر کے عطا کر رکھی ہیں۔ پس دیگر برتر رحم اس سے ماسوائے اور کون سا ہے"!

(۲) ستیارتھ پرکاش سملاس ۷ دفعہ ۲۵ صفحہ اردو ۲۴۲

"کیونکہ جس پرماتما نے اس دنیا کی سب نعمتیں جیووں کو سکھ کے واسطے عطا فرمائی ہیں اسکی صفتوں کو بھول جانا یعنی ایشور کو نہ ماننا احسان فراموشی اور جہالت ہے"

(۳) ستیارتھ پرکاش سملاس ۸ دفعہ ۱۲ اردو صفحہ ۲۸۱

"جیسے آنکھ کی ذاتی صفت دیکھنا ہے۔ ویسے ہی پرمیشور کی طبعی صفت

بھی دُنیا کو پیدا کر کے سب جیووں کو بیشمار سامان دراحت، دیکر بھلائی کرتا ہے"

معزز ناظرین آپ غور فرماویں کہ جب مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج تمام نعمتوں کے دئے جانے کو خدا کا عطیہ۔ احسان اور طبعی صفت مانتے ہیں تو آریہ بھائیوں کا نعمتوں کی تفریق کو دُنیوی محنت کا نتیجہ نہ ماننا اور سابقہ جنم کے اعمال پر مبنی ماننا اور اس سے مسئلہ تناسخ کا اثبات گرداننا خلاف عقل نہیں تو کیا کہا جا سکتا ہے؟ کیونکہ یہ بات بالکل قابل فہم ہے کہ عطیہ۔ احسان اور طبعی صفت کمال کی جزا نہیں ہوا کرتی۔ مزید برآں ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ دفعہ (۲) صفحہ ۲۸۱ پر مہرشی دیانند سرسوتی نے خط محسوسات کی کثرت کو دکھ اور کم علمی کا باعث مانا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "خط محسوسات کی کثرت کو جو دکھ ہے سکھ سمجھنا وغیرہ تیسرا غیر ذی روح کو ذی روح سمجھنا اودیا کا چوتھا جزو ہے"

قائلان تناسخ کی دوسری یہ دلیل کہ چونکہ ہر ایک جاندار حتیٰ کہ بچہ کو بھی موت کا خوف ہے۔ جو ثابت کرتا ہے کہ انہیں پیشتر موت کا تجربہ ہو چکا ہے۔ بالکل لچر ہے اس لئے کہ جاندار اور بچے دکھ سے بچنا چاہتے اور ڈرتے ہیں جسکا تجربہ انہیں اسی زندگی میں ہو چکا ہے۔ مثلاً جب کوئی بچہ آگ کو پکڑ کر ہاتھ وغیرہ جلا لیتا ہے تو آئندہ اس سے اجتناب اختیار کرتا ہے اور ایسے ہی تجربوں کا نام علم ہے ورنہ اگر جانداروں اور بچوں کو پہلے جنموں کی بنا پر موت کا خوف ہوتا تو کئی بچے سانپوں سے نہ کھیلتے۔ زہر نہ پی جاتے۔ اور بچوں کی حفاظت۔

مکانوں کی چھتوں - دریاؤں - گاڑیوں - آگ وغیرہ سے نہ گرنی پڑتی - اس لئے ثابت ہے کہ بچے اور سب جاندار - اسی جنم کے تجربوں کی بنا پر دکھ اور تکلیف سے ڈرتے ہیں نہ کہ موت سے اور عموماً لوگوں کو جو موت سے ڈر ہوتا ہے اسکا باعث بھی یہ ہے کہ چونکہ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بوقت مرگ جانداروں کو تکلیف ہوتی ہے - اسلئے قیاس ہوتا ہے کہ ہمیں بھی بوقت مرگ تکلیف ہوگی مزید برآں چونکہ رشتہ داروں کی جدائی ہو جاتی ہے اسلئے بھی موت کوئی نہیں چاہتا

ایک ہی والدین کے توام بھائیوں میں سے کسی کا کند ذہن اور کسی کا فہیم ہونا بھی گذشتہ جنم کے اعمال پر مبنی نہیں ہے - بلکہ بوقت صحبت والدین کے مختلف حالات - صحت اور اسی لئے رج - ویریہ کے اختلاف پر مبنی ہے مزید برآں فرض کرو کہ دو توام بھائی ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان میں سے ایک چند یوم کیلئے بیمار ہو جاتا ہے اور کلاس سے سبق میں پیچھے رہ جاتا ہے اب کمی پوری نہ ہونے کی وجہ سے اُستاد اسے مارتا ہے بعد مارے ڈر سے وہ سکول جانے سے جی چراتا ہے اور کھیل کود میں راغب ہو جاتا ہے - دوسرا بھائی کند ذہن ہونے پر بھی محنت کرتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے - میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض نہایت ذہین طالب علم کسی مجبوری یا نوکری وغیرہ کے لالچ سے پڑھنا بند کر کے گھر بیٹھ گئے حالانکہ کئی کند ذہن طالب علم لگاتار محنت کر کے ایم - اے پاس کر کے ولایت جا کر بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ہو گئے

اس لئے ایک ہی والدین کے دو بچوں میں دماغی یا جسمانی اور منصبی فرق والدین کی صحبت - اور بچوں کی محنت و صحبت وغیرہ پر مبنی ہے - گذشتہ جنم کے اعمال پر ہرگز نہیں -

اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ بوقت ولادت بچوں کا ماں کے پستانوں کو چوسنا اُن کے پچھلے جنم کی مشق کو ثابت کرتا ہے اس لئے غلط ہے کہ مسئلہ تناسخ کے ماننے والے چوراسی لاکھ یونی یعنی قالب مانتے ہیں جن میں سے گذیرکار انسانی قالب ملتا ہے - اور انسانی قالب کو نہایت دُرلبھ یعنی مشکل سے ملنے والا مانتے ہیں اس لئے اگر فرض کیا جاوے کہ ایک انسانی بچہ پچھلے لاکھوں جنموں میں پرندگی قالبوں میں ہزاروں برس رہا ہو تو اُسکو چونچ مار کر دانہ چگنے کی مشق ہونی چاہئے تھی نہ کہ پستانوں سے دودھ چوسنے کی - کیونکہ مشق نام ہی متواتر عمل کا ہے - لہذا بچوں کا دودھ چوسنا قانون قدرت پر مبنی ہے نہ کہ مسئلہ تناسخ پر - لہذا بغیر کسی ثبوت کے مسئلہ تناسخ غلط و باطل ہے

بعض چالاک لوگ سیدھے سادے لوگوں کو لوٹنے کیلئے کسی امیر آدمی کے گھر کے حالات معلوم کر کے یہ مشہور کر دیتے ہیں کہ ہمارے گھر جو لڑکا پیدا ہوا ہے یہ لڑکا اپنے پچھلے جنم کے حالات یوں بتلاتا ہے کہ میں گذشتہ جنم میں فلاں ساہوکار کا بیٹا تھا - میری اتنی ہمشیرہ تھیں - ہمارے گھر میں اتنے گھوڑے گاڑیاں تھیں - ہمارے گھر کا دروازہ پہلے فلاں سمت میں تھا - یہ تھا - وہ تھا - وغیرہ وغیرہ - حالانکہ یہ باتیں عیاروں کی عیاری اور محض دھوکے کی ٹٹی ہیں - دیکھیے

انیسویں صدی کے ریفارمر مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج ستیارتھ پرکاش سملاس ۹
دفعہ ۲۳ صفحہ اردو ۲۲۹ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"بلکہ یاد نہ رہنے کی وجہ سے جیو سکھی ہے۔ نہیں تو سارے جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھ کر دکھی ہو کر مر جاتا نیز کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے تو جان بھی نہیں سکتا کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے نہ کہ جیو کی"

نیز ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۲ صفحہ اردو ۵۲۳ دفعہ ۶ میں لکھا ہے کہ:۔

"جسم سے نکلکر جیو دوسری جگہ اور دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے۔ اور اسکو پہلے جنم اور کنبہ وغیرہ کا کچھ بھی علم نہیں رہتا۔ اس لئے پھر کنبہ میں نہیں آسکتا"

ایسا ہی بیان ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۸۶ سملاس ۹ میں بھی موجود ہے۔ پس جب بقول مہرشی دیانند کسی شخص کو بھی پچھلے جنم کا حال معلوم ہونا ناممکن ہے۔ تو بھلا وہ نادان بچے جو ماں باپ کے سکھلانے پر پچھلے جنم کی باتیں سناتے ہیں۔ کیونکر اپنے گزشتہ جنم کی باتوں کو یاد رکھ سکتے ہیں۔؟ ہرگز نہیں پس سمجھدار لوگوں کو ایسے عیاروں سے بچنا چاہئے جو اپنے بچوں کے پچھلے جنم کی باتیں کہہ کہہ کر سادہ لوح امیروں کو دام فریب میں پھنساتے اور انکے مال سے موج اڑاتے ہیں۔

معزز ناظرین گذشتہ صفحوں میں مینے قائلان تناسخ کی پیش کی ہوئی بجدی اور بودی دلیلوں کی تردید کر کے یہ تبلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ جن دلائل پر مسئلہ تناسخ کے وہم کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ باطل ہیں لہذا مسئلہ تناسخ بھی باطل ہے۔ اب آئندہ صفحوں میں میں مسئلہ تناسخ پر چند لاینحل اعتراض کر کے معزز ناظرین کو ابطال تناسخ کی تائید و تاکید مزید کر کے دکھلاؤنگا

ردّ تناسخ

اعتراض اول۔ اگر موجودہ قالب یا جنم کو گذشتہ جنم کے اعمال پر اور گذشتہ جنم کے اعمال گذشتہ جنم کے قالب اور علے ہذالقیاس ہر ایک جنم کو اعمال سابقہ پر اور ہر عمل کو جسم سابقہ پر مبنی مانا جاوے۔ تو چونکہ بقول قائلان تناسخ بغیر جسم کی پیشتر موجودگی کے اعمال کا سرزد ہونا اور بغیر سابقہ اعمال کے جسم کا ملنا ناممکن ہے۔ لہذا دو باتوں کا ماننا لازمی ہوگا۔ (۱) یہ کہ یہ سلسلہ اعمال و جسم ہر درخت سے پہلے بیج اور ہر بیج سے پہلے درخت یا مرغی اور انڈے کی مثل ازلی اور قدیم ہے (۲) یہ کہ انمیں سے کسی کا آغاز تھا۔ یعنی آغاز دنیا میں سابقہ اعمال نہ ہونیکی وجہ سے پہلے قالب بغیر اعمال سابقہ کے دیئے گئے تھے جیسا کہ مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے پونا والے چھٹے ویاکھیان مندرجہ اپدیش منجری میں مانا ہے

جس کا حوالہ پیشتر دیا جا چکا ہے۔

صورت اول اسلیئے غلط ہے کہ اعمال اور جسم کا سلسلہ ازلی یعنی اناذی درخت اور بیج کی مانند ماننے سے الزام دور تسلسل یعنی انوستھا دوش عائد ہوگا جو محال ہے دیکھیئے سانکھیہ درشن کے منصف کپل مہرشی نے بھی بقول سوامی درشنانند جی مہاراج مترجم سانکھ درشن ادھیائے ۱۔ سوتر ۱۶ میں اعمال اور جسم کے سلسلہ کو ازلی ماننے والوں پر انوستھا دوش دیا ہے جیسا کہ لکھا ہے "न कर्मणाऽप्यतद्धर्मत्वादिति प्रसक्तेश्च" ترجمہ (بموجب سوامی درشنانند جی) وید کے انوکول یا مخالف کرم کرنے سے بھی بندھن روپی دکھ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ کرم کرنا بھی شریر اور چت سے ملی ہوئی آتما کا دھرم ہے۔ دوسرے کرم شریر سے ہوگا اور شریر کرم کے پھل سے پیدا ہوتا ہے تو انوستھا یعنی دور تسلسل آجائیگا"

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مہرشی دیانند نے علت و معلول کے سلسلہ کو یعنی درخت اور بیج کے سلسلہ کو ازلی نہیں مانا ہے۔ دیکھیئے ستیارتھ پرکاش سملاس آٹھواں دفعہ ۱۱۳ اردو صفحہ ۲۸۱

(سوال) بیج پہلے ہے یا درخت؟

(جواب) بیج کیونکہ بیج ۔ وجہ ۔ سبب ۔ باعث اور علت وغیرہ الفاظ مترادف ہیں ۔ چنانچہ علت کا نام بیج ہے ۔ اسلیئے وہ معلول سے پہلے ہوتا ہے"

بصورت دوم اگر اعمال یا جسم کا آغاز اولین مانا جاوے جیسا کہ مہرشی دیانند

نمبر ا جسم نمبر ۲ روح نمبر ۳ عمل

نے اپنے پونا والے چھٹے دیاکھیان مندرجہ اپدیش منجری میں مانا ہے تو صاف
ثابت ہے کہ جسطرح آغاز دنیا میں بغیر سابقہ اعمال کے قالبوں کا ملنا مانا جاتا ہے
اسی طرح اب بھی ماننا چاہیئے۔ لہٰذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض دوئم۔ مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج اپنی اصلی ہندی ستیارتھ
پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۸۴ء کے سملاس ۹ صفحہ ۲۹۱ پر لکھتے ہیں کہ:-

جو جیو دوسرا شریر دھارن نہیں کریگا تو ایک جنم میں کیئے پاپ و پُن ان کا بھوگ
نہیں ہو سکے گا پھر اسکا نیائے بھی نہیں ہو گا کہ پاپ کرنے والے کو دکھ اور
پُن کرنے والوں کو سکھ ہونا چاہیئے۔ سو بنا شریر سے بھوگ ہی نہیں ہو سکتا اس سے
اینک جنم اوشیہ ماننا چاہیئے"

نیز مروجہ ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ دفعہ ۳۴ صفحہ اردو ۳۴۳ پر بھی لکھا ہے کہ"
پس پچھلے جنم کے پاپ اور پُن کے مطابق دکھ سکھ دینے سے پرمیشور ٹھیک ٹھیک
منصف رہتا ہے"

اِن دونوں تحریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مسئلہ تناسخ کو نہ مانا جاوے تو دنیا
میں امیر۔ غریب۔ انسانی حیوانی۔ دکھی۔ سکھی کی تفریق و تمیز پائی جانے سے
خدا منصف ثابت نہیں ہوتا۔ قائلان تناسخ عموماً یہ ثبوت پیش کیا کرتے ہیں
کہ چونکہ پرمیشور نیائے کاری و عادل ہے۔ اسلئے دکھی۔ سکھی۔ امیر۔ غریب
کی تمیز و تفریق پچھلے جنموں میں کیئے گئے اعمال پر دلائل ہے۔

اب اسپرا پرسپر آشرے دوش یا۔ اتیوانیہ آشرے دوش یعنی اعتراضِ دَور عائد ہو جاتا ہے۔ یعنی جب تک پرمیشور کو عادل نہ مانا جاوے تب تک مسئلہ تناسخ ثابت نہیں ہو سکتا اور جب تک مسئلہ تناسخ کو صحیح نہ مان لیا جاوے تب تک پرمیشور نیائے کاری (عادل) ثابت نہیں ہوتا۔ گویا دونوں عقیدوں میں سے ہر ایک کا بارِ ثبوت ہر دوسرے پر ہے۔ مثلاً کوئی اعتراض کرے کہ پرمیشور کی ہستی میں کیا ثبوت ؟ تو دوسرا جواب دے کہ چونکہ وید کہتا ہے پھر معترض کہے کہ وید کے راست گو ہونے میں کیا ثبوت ؟ تو پہلا کہے کہ چونکہ وید پرمیشور کا کلام ہے۔ جس طرح یہ بات ثابت نہیں۔ اُسیطرح مسئلہ تناسخ کا بارِ ثبوت خدائی انصاف پر اور خدائی انصاف کا بارِ ثبوت مسئلہ تناسخ پر منحصر ہونے سے اعتراضِ دَور عائد ہوتا ہے۔ جو محال ہے لہذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض سویم۔ جس خدائی انصاف کو ثابت کرنے کیلئے تناسخ جیسے بے دلیل و بعید از عقل مسئلہ کو مانا جاتا ہے وہ انصاف تو مسئلہ تناسخ کو مانکر بھی جب ثابت نہیں ہوتا تب اس بعید از عقل مسئلہ کو ماننے کی ضرورت ہی کیا وہ یونکہ بقول مہرشی دیانند ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ دفعہ ۲۷ اردو صفحہ ۳۳۲ "اندریں صورت پہلے جنم کے پن پاپ کے مطابق موجودہ جنم ہے اور موجودہ اور گذشتہ جنم کے اعمال کے مطابق آئندہ جنم ہوگا"

قائلان تناسخ کا اعتقاد ہے۔ کہ موجودہ جنم سابقہ جنم اور آئندہ جنم اس جنم

کئے گئے ہوئے اعمال کا نتیجہ یا ثمرہ ہے۔ جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ گذشتہ جنم میں یا اس جنم میں جتنے اعمال سرزد ہوئے ہیں ان سبکا ثمرہ پچھلے یا اس جنم میں نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ کچھ نہ کچھ ایسے اعمال باقی رہجاتے ہیں جنکی پاداش میں موجودہ یا آئندہ ہر ایک جنم مانا جاتا ہے۔ پس ارواح و مادہ کو قدیم و ازلی و ابدی اور اعمال اور اجسام کے سلسلہ کو پرواہ سے انادی (ازلی) ماننے سے ہر ایک جنم میں اعمال کا بقایہ جمع ہوتے ہوتے قائلان تناسخ کے پرمیشور کی عدالت میں بیشمار ذخیرہ ازل سے ابد تک اکٹھا ہوتا رہیگا اور کبھی بھی اعمال کا پورا پورا ثمرہ نہ دیا جا سکیگا پھر پرمیشور کو نیائے کاری کسطرح ثابت کروگے؟ کیونکہ بقول مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج "جس نے جیسا اور جتنا برا کام کیا ہو اسکو ویسی اور اتنی سزا دینی چاہئے اسی کا نام انصاف ہے" (ستیارتھ پرکاش سملاس ۷۔ دفعہ ۱۳ صفحہ اردو ۲۲۴)

اور تمام اعمال کا ثمرہ نہ دینا بے انصافی ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مکتی میں تمام اعمال نیک و بد کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو یہ کہنا اسلئے غلط ہے کہ وید میں مکتی میں بھی اعمال کا رہنا مانا جاتا ہے جیسا کہ رگوید ۱۔۲۴۔۲ منتر ۲ کے بھاوارتھ میں مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے لکھا ہے کہ۔

"अयमेव मुक्तानामपि जीवानां महाकल्पान्ते पुनः पाप पुण्य तुल्यतया पितरि मातरि च मनुष्य जन्म कारयतीति च"

بھاوارتھ "کہ وہی موکش پدوی کو پہنچے ہوئے جیووں کو بھی مہاکلپ کے انت میں پھر پاپ پن کی تلیتا[1] سے پتا۔ ماتا اور استری آدمی کے بیچ میں منشیہ جنم دھارن کراتا ہے" دوئم

[1] عمل مطابقت

جب یہ مانا گیا کہ مکتی سے لوٹ کر جو جنم ہوتا ہے وہ بغیر کہیں سابقہ اعمال کے ملتا ہے تو یہ کہنا کہ ہر ایک جسم اپنے سے سابقہ جنم کے اعمال کا ثمرہ ہے خود بخود غلط ہو گیا نیز اس جنم کو بھی بغیر سابقہ اعمال کے مانا جا سکتا ہے اور ماننا چاہیئے لہٰذا مسئلہ تناسخ غلط ہے۔

اعتراض چہارم۔ چونکہ مسئلہ تناسخ کے مطابق صرف انسانی قالب بھی کرم یونی (دار العمل) اور دیگر تمام اجسام بھوگ یونی (دار الجزا) مانے جاتے ہیں۔ اور کہ باقی تمام قالبوں میں انسانی ارواح ہی اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنم پاتے اور سزا یا جزا پا کر پھر انسانی قالب میں آتے ہیں اسلئے لازمی اور ضروری ہے کہ جتنے حیوانات۔ چرند۔ پرند۔ مور۔ ملخ۔ کائی۔ سبزہ۔ گھاس مینڈک وغیرہ کسی ایک وقت یا موسم میں نئے نئے پیدا ہوتے ہیں اتنے ہی انسان ہر موسم میں مرتے ہوں لیکن موسم برسات وغیرہ میں کسی قلعے یا پرانے کھنڈرات کی دیواروں پر چھوٹے چھوٹے سبزی نما کائی کے ننھے ننھے مخملی قد کے پودے اسقدر تعداد میں اگ جاتے ہیں اور دریاؤں اور سمندروں کے کنارے اتنے چھوٹے چھوٹے مینڈک و دیگر کیڑے پتنگ پیدا ہو جاتے ہیں کہ جنکی تعداد صفحۂ دنیا کے انسانوں کی تعداد سے بھی بدرجہا بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر اگر وہاں۔ گندم۔ جو۔ چنے۔ گھاس۔ مچھلیوں کھٹمل وغیرہ کا حساب لگایا جاوے تو مردم شماری سے اربوں گنا زیادہ دیگر اجسام کی پیدائش ہوتی ہے جس سے صاف طور پر بطلانِ تناسخ ثابت ہے۔

اعتراض پنجم۔ اگر موجودہ دکھ۔ سکھ۔ بیماری وغیرہ پچھلے جنم کے اعمال کا ثمرہ ہے تو یونانی۔ ایورویدک۔ علم طب ڈاکٹری وغیرہ حکمت سب رائیگاں اور بے سود ہو گی۔ کیونکہ جب پچھلے جنم کے کرموں کا پھل اچھا برا لازمی طور پر بھگتنا ہی پڑتا ہے اور بغیر بھگتے کبھی چھٹکارا نا ممکن ہے تو بیماری وغیرہ کا علاج

معالجہ کروانا لاحاصل ہے۔ کیونکہ بغیر دکھ کے جو پچھلے جنم کے اعمال کا ثمرہ ہے بھوگے جب
آدم نہیں ہو سکتا تو دکھ کے بھوگ چکنے سے پہلے خواہ لاکھ علاج معالجہ کراؤ بالکل بے سود
ہونا چاہیئے اور اگر دکھ بھوگا جاچکا ہے تو بغیر دوائی کے بھی صحت ہو جائیگی لہٰذا ہر دو صورتوں
میں مسئلہ تناسخ کے مطابق علاج۔ معالجہ۔ دوائی وغیرہ کروانا۔ اور حکیموں طبیبوں۔ وئیدوں ڈاکٹروں کی
فیس بھرنا۔ رائیگاں ثابت ہوتا ہے اور اگر کہا جائے کہ بغیر دکھ بھوگے جو کہ سابقہ اعمال کی سزا ہے دوائی وغیرہ سے
صحت ہو جاتی ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ بیماری کا پیدا اور دور ہونا بد پرہیزی بے اعتدالی اور دوائی وغیرہ
پر منحصر ہے نہ کہ سابقہ اعمالوں پر۔ لہٰذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض ششم۔ اور اگر مسئلہ پنر جنم یعنی تناسخ کو مانا جاوے تو کسی مرض کا علاج بھی ناممکن ہو جاتا
ہے۔ کیونکہ علاج۔ بیماری کے سبب کو جانکر اُسکے خلاف تاثیر والی دوائی دینے سے ہوتا ہے جیسا کہ سانکھیہ
درشن ادھیائے ۱ سوتر ۲ کے درشنانند بھاشیہ میں بھی لکھا ہے کہ "جب کاریہ کارن کا نیم نہ رہا تو کسی روگ کا علاج
جو ندان یعنی کارن کے گیان کو معلوم کر کے اوسکے مخالف شکتی سے کیا جاتا ہے نہیں ہو سکیگا"
اور جب بیماری وغیرہ کا سبب گذشتہ جنم کے اعمال مانے جاویں جنکا علم نہ مریض کو ہی ہے اور نہ معالج
کو ہی۔ ایسی صورت میں جبکہ مرض کا کارن یعنی سبب نامعلوم ہے تب مرض کا علاج ناممکن ہو جائیگا۔ لیکن
ایسا نہیں ہے لہٰذا مسئلہ تناسخ باطل ہے

اعتراض ہفتم۔ ہر ایک شے میں خاص خاص تاثیر ہے مثلاً مولی کی تاثیر سرد اور سونٹھ کی تاثیر گرم ہوتی
ہے اور اسی لئے ہر چیز کے کھانے سے مختلف اثر صحت پر ہوتا ہے لیکن اگر صحت کا دارومدار پچھلے جنم کے اعمال پر
مانا جاوے اور اس جنم کی بد پرہیزی وغیرہ پر اسکا انحصار نہ مانا جاوے تو کسی شے کے کھانے سے صحت پر

کوئی اثر نہیں ہونا چاہیئے یا بالفاظ دیگر یوں کہئے کہ کسی چیز میں کوئی تاثیر نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ کسی چیز کے کھانے سے گذشتہ یا سابقہ جنموں کا اثر کیونکر بدل سکتا ہے اور پھر یہ بھی لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس جنم کو سابقہ جنم کے کرموں کا پھل ماننے سے کسی شئے سے پرہیز کرنا بھی فضول ٹھیرتا ہے۔

کیا آج کسیکو بخار چڑھ گیا۔ یا کمر میں درد ہوگیا یا ہیضہ ہوگیا یا مکان و درخت سے گر کر پاؤں کے ٹوٹ جانے سے لنگڑا ہوگیا اور مختلف اقسام کے دکھوں کا سامنا ہوگیا یہ سب گذشتہ جنم کے پاپ کا نتیجہ ہے؟ میں کہتا ہوں اگر تناسخ کے اصول پر یہ صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ انسان کو جو کچھ تکلیف پہنچتی ہے اسکا سبب گذشتہ جنم کا پاپ ہے اور یہاں کی کسی چیز کو تکلیف رسانی میں دخل نہیں ہے تو پھر ڈاکٹری۔ ویدک اور یونانی طب کی وہ کل کتابیں جو جنم کے اصول پر دفتر پارینہ ہونی چاہئیں جنمیں دوائیوں کے خواص بتائے گئے ہیں اور یہ بتلایا گیا ہے کہ فلاں شئے میں فلاں تاثیر ہے اور اسکے کھانے یا استعمال کرنے سے صحت پر یہ خاص اثر ہوتا ہے مثلاً جمال گوٹہ سے دست۔ مولی سے سردی۔ سونٹھ سے گرمی اور سنکھیا کھانے سے انسان مرجاتا ہے اور اگر دوائیوں میں کوئی اثر نہ مانا جائے تو خاص خاص امراض کیلئے خاص خاص دوائیوں کا وضع کیا جانا اور ان سے خاص خاص فائدہ ہونا بھی ناممکن ہو جائیگا۔ دیگر اگر صحت کا دارو مدار اسی جنم کے پرہیز۔ احتیاط۔ اعتدال وغیرہ پر نہ مانکر گذشتہ جنم کے کرموں پر مانا جاوے تو وید وغیرہ کو شاستر پرہیز کی ہدایت کیوں کرتے ہیں۔ مثلاً اگرچہ وید آدی بھاشیہ بھومیکا اردو صفحہ ۱۷۲ پر لکھا ہے کہ :-

جو لوگ پرہیز رکھیں انکے لئے دوائیں موافق اثر دینے والی اور دکھ مٹانے والی ہوتی ہیں مگر جو لوگ بدپرہیزی کرتے ہیں انکے لئے دوا دشمن کیطرح دکھ بڑھانے والی ہوتی ہے۔ پس قائلان تناسخ سے پوچھتا ہوں کہ تناسخ کے اصول سے بدپرہیزی سے دکھ بڑھنے کے کیا معنی؟ کیا موجودہ زندگی میں بدپرہیزی کو بھی کوئی دخل ہے؟ اور اگر ہے اور ضرور ہے جیسا کہ مہرشی دیانند سرسوتی نے لکھا ہے تو پھر یہ کہنا کہ موجودہ زندگی کے دکھ سکھ کا باعث گذشتہ یا سابقہ جنموں کے پاپ پن کرم ہیں غلط ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا مسئلہ پنر جنم باطل ہے

اعتراض ہشتم :- ہر ایک شئے میں خاص خاص تاثیر ہے۔ مثلاً معمولی سرد اور سونٹھ کی تاثیر گرم ہے اور ہر چیز کے کھانے سے علیحدہ علیحدہ تاثیر صحت پر ہوتی ہے۔ لیکن اگر صحت اور بیماری کا دارومدار پچھلے جنم کے کرموں پر مانا جاوے تو کسی شئے کے کھانے سے کوئی تاثیر نہیں ہونی چاہیئے یا یوں کہیئے کہ کسی چیز میں کوئی تاثیر نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ کسی چیز کے کھانے سے پچھلے جنم کے کرموں کا پھل کیونکر بدل سکتا ہے اور پھر یہ بھی لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ جب کسی شئے میں کوئی تاثیر نہ مانی جاوے تو کسی شئے سے پرہیز کرنا بھی فضول ٹھیرتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے لہٰذا مسئلہ تناسخ (پنر جنم) غلط اور بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پرہیز سے ہی انسان تندرست اور بدپرہیزی سے بیمار ہو جاتا ہے نہ کہ پچھلے جنم کے کرموں سے۔

اعتراض نہم :- اگر موجودہ زندگی کی رنج و راحت کا باعث پورب جنم کے کرموں کو مانا جاوے تو کوئی بھی ظالم اور کوئی بھی دھرماتما نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر ایک کو جو کچھ بھی دکھ یا سکھ پہنچتا ہے وہ اسکے اپنے ہی پورب کرموں کا پھل ہے۔ جس کا دینے والا ایشور مانا جاتا ہے نہ کہ انسان وغیرہ کیونکہ کرموں کا پھل دینا ایشور کا کام ہے۔ نہ کہ روح کا۔ روح تو صرف اعمال کرتا ہے پھل دینا ایشور کے اختیار میں مانا جاتا ہے۔ پس جس صورت میں کہ پورب جنم کے کرموں کا دکھ

یا سکھ یعنی پھل دینے والا ایشور کو مانا جاتا ہے۔ تب کسی انسان کو ظالم یا دھرماتما کیونکر کہا جا سکتا ہے اور پھر کسی محسن کا احسان بھی کیا رہ جاتا ہے کیونکہ ہر ایک احسانمند یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ محسن نے جو احسان کیا وہ تو میرے اپنے ہی پہلے کرموں کا پھل تھا جو ایشور نے محسن کے ذریعہ دیا ہے اس میں کسی کا احسان ہی کیا ہے بغرضیکہ مسئلہ تناسخ بنایت احسان فراموش لہذا باطل ہے۔

اسیطرح بکرا۔ بھیڑ وغیرہ مظلوم کو جو دکھ قصائی وغیرہ ظالموں کے ہاتھ سے پہنچتا ہے وہ اگر بکرے یا بھیڑ وغیرہ کے اپنے ہی سابقہ جنم یا اس جنم کے سابقہ اعمال کا نتیجہ مانا جاوے جیسا کہ قائلان تناسخ کا اعتقاد ہے تو پھر قصائی وغیرہ کا اسمیں کیا قصور ہے؟ اسی طرح سب ڈاکو۔ قاتل وغیرہ لوگ بے قصور ہونے چاہیئے اور ایسی حالت میں پاپ اور پن یعنی گناہ اور ثواب میں بھی تمیز نہیں رہ سکتی۔ لہذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض دہم۔ اگر غریبوں کی غریبی۔ محتاجوں کی محتاجگی۔ بیماروں کی بیماری۔ کوڑھیوں کا کوڑھ۔ اندھوں کا اندھا پن وغیرہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا پرمیشور نے دی ہوئی ہے تو مسئلہ تناسخ کو مانکر غریبوں محتاجوں۔ بیماروں۔ کوڑھیوں۔ اندھوں وغیرہ کی امداد کرنا گویا خدا کے انصاف کی مخالفت اور مجرموں کی حمایت و معاونت کرنے کے جرم کے ارتکاب کا مترادف ہونا چاہیئے۔ لیکن ایسا نہیں ہے لہذا مسئلہ تناسخ باطل ہے۔

اعتراض دوازدہم اگر مسئلہ تناسخ کو مانکر موجودہ زندگی کے دکھ سکھ کو پورب جنم کے کرموں (اعمال) کا ثمرہ مانا جاوے تو پھر پرشارتھ (ہمت و سعی) بیکار و بے سود ہو جائیگا اور پرشارتھ ہین ہونا ہی تباہی کا باعث ہے جیسا کہ مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے بھی اپنی اصلی ہندی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس بار اول ۱۸۷۵ء سملاس ۹ صفحہ ۲۹۷ پر لکھا ہے کہ:-

"جو بھاوی پراربدھ اور دیو کے بھروسے رہتا ہے اور آلس سے کچھ کرم اچھا نہیں کرتا وہ جیو نشٹ ہے اور جو انند سے پرشارتھ کے اوپر نشچے کرکے ادّیم کرتا ہے سو ہی جیو بھاگیہ شالی ہے"۔

یعنی مقدمہ بیماری۔ غریبی یا دیگر مصیبت کو انسان سعی اور پرشارتھ کرنے سے دور کر سکتا ہے لیکن جب ان سب کو گذشتہ جنم کے اعمال کا ثمرہ متصور کر لیا جاویگا تو چونکہ اعمال کا ثمرہ ضرور بالضرور پانا لازمی ہو جاتا ہے۔ لہذا پرشارتھ (سعی) فضول ٹھیرتا ہے۔ اور پرشارتھ دسعی نہ کرنے سے ہی انسان مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ ہندوستان کی دیرینہ غلامی کا باعث بھی ہندوؤں کا مسئلہ تناسخ سستی پیدا کرنے والا اور پرشارتھ کا مخالف ہونے سے درست نہیں بلکہ باطل ہے۔

اس امر کو دیکھنے کے لئے کہ روح پیدا شدہ (حادث) اور فانی ہے۔ نہ کہ ازلی و ابدی میری تصنیف "ودآریہ" کا سلسلہ حدوث مادہ و ارواح ملاحظہ فرماویں۔

خاکسار آتمانند تلمیذ تیاگ ستیہ دھرم۔ دہلی مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۲۸ء

پچھلے جنم کے اعمال کے ثمرہ اور قسمت پر سستی کا تباہ کن بجائے ہمت کے اوپر یقین کرکے کوشش کرنا ہی تو خوش قسمت۔